فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دارُالافتاء جامِعہ نعیمیہ

عنین کی امامت کا حکم

سوال:

گزشتہ دنوں خواجہ سراؤں کے بارے میں آپ کا ایک تحقیقی اور تفصیلی مقالہ پڑھا، اس سے ہم ایسے کم علموں کی معلومات میں بڑا اضافہ ہوا۔ ہمارے علاقے کی مسجد کے خطیب و امام صاحب خواجہ سرا ہیں اور ان میں مردانہ صفات پائی جاتی ہیں، اس بات کا علم علاقے کے ڈاکٹر صاحب سے ہوا، وہ جن کے زیرِ علاج رہ چکے ہیں، انہوں نے جو ٹیسٹ وغیرہ کرائے اُن کے مطابق یہ صاحب مردانہ خصوصیات کے خواجہ سرا ہیں، بظاہر شادی شدہ بھی ہیں، لیکن بے اولاد ہیں، جب سے ان کی صنف کا علم ہوا ہے، اہلِ محلہ سخت پریشان ہیں کہ ان کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں، (پروفیسر ڈاکٹر ممتاز عمر، کورنگی کراچی)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ

آپ نے جس امام کے بارے میں سوال کیا ہے، اسے آپ نے مردانہ علامات والا اور شادی شدہ بھی تسلیم کیا ہے تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے، آپ نے ڈاکٹر کے حوالے سے اسے خواجہ سرا یا خُنثیٰ قرار دیا ہے، یہ بات درست نہیں ہے، ممکن ہے وہ مباشرت پر قادر ہو، لیکن اس کے یا بیوی کے کسی نقص کے سبب اولاد نہ ہو اور اگر اس کی بیوی یہ دعویٰ کرے کہ وہ مباشرت پر سرے سے قادر ہی نہیں ہے تو اسے عِنّین یا نامرد کہتے ہیں، اس کی بنیاد پر عورت عدالت سے فسخِ نکاح کے لیے رجوع کر سکتی ہے۔ اس بنا پر اگر عورت علیحدگی چاہتی ہے تو باہمی رضامندی سے خلع کی کوشش کرے، ورنہ وہ عدالت سے فسخِ نکاح کے لیے رجوع کرے، عدالت میڈیکل بورڈ سے طبی معائنے کے بعد اسے علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے گی، اگر وہ ازدواجی ذمے داری ادا کرنے کا اہل ہو گیا فبہا، ورنہ عدالت نکاح فسخ کر سکتی ہے، روایت میں ہے:

''عَبۡدُالرَّزَّاقِ عَنۡ مَعۡمَرٍ، عَنِ الزُّهۡرِيِّ، عَنِ ابۡنِ الۡمُسَيَّبِ قَالَ: قَضٰى عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ فِي الَّذِي لَا يَسۡتَطِيۡعُ النِّسَاءَ أَنۡ يُؤَجَّلَ سَنَةً، قَالَ مَعۡمَرٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ يُؤَجَّلُ سَنَةً مِنۡ يَوۡمِ تَرۡفَعُ أَمۡرَهَا''۔

ترجمہ: ''امام عبدالرزاق اپنی سند کے ساتھ سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں جو عورت سے جماع کی قدرت نہیں رکھتا تھا، مرافعہ ہوا، آپ نے فیصلہ کیا: اس کو ایک سال کی مدت دی جائے، مَعمر بیان کرتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس کو ایک سال کی مدت اُس روز سے دی جائے گی، جس دن یہ معاملہ قاضی کے پاس پہنچا، (مُصنّف عبدالرزاق: 10720)''۔

(جاری ہے۔۔۔)

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA
Block-15, Federal, 'B' Area, Karachi-Pakistan.
Ph: 92-21-36314508
muftinaeemia@yahoo.com
دارالعلوم جامعہ نعیمیہ
بلاک نمبر 15 فیڈرل 'بی' ایریا، کراچی

نوٹ: کسی بھی مسئلے کی تصدیق کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز لکھتے ہیں:

''عورت بے موت یا طلاق جدا نہیں ہوسکتی اگرچہ مرد نامرد ہو، ہاں چارۂ کار حاکم شرعی کے یہاں دعویٰ ہے، وہ اس ثبوت لینے کے بعد کہ مرد اس پر قادر نہ ہو، مرد کو ایک سال کی کامل مہلت دے کہ اپنا علاج کرے، اس سال میں عورت مرد سے جدا نہ رہے اگر سال گزر جائے، اور اب بھی قادر نہ ہو، عورت پھر دعویٰ کرے اور حاکم پھر ثبوت لینے کے بعد عورت سے پوچھے کہ تو اپنے شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے یا اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے، اگر عورت فوراً بلا تاخیر کہہ دے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا، تو حاکم ان میں تفریق وجدائی کردے، یہ تفریق طلاق ہوگی اور اب عدت کے بعد عورت دوسرے شخص سے نکاح کرسکے گی ورنہ نہیں۔ یہ حکم عورت کی جانب ہے، رہا مرد، اس کے لیے شرعی حکم یہ ہے: جب وہ عورت کا حق ادا نہیں کرسکتا تو اس پر فرض ہے کہ عورت کو طلاق دے دے، نہ دے گا تو گنہگار و مستحقِ عذاب ہوگا، وَاللہُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ، (فتاویٰ رضویہ، جلد:12 ص:488)''۔

فقیہ العصر مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ''زید با قاعدہ باریش مرد ہے، وہ صرف مردوں والا عضو رکھتا ہے، عورتوں والا عضو برائے نام بھی نہیں، نہ عورتوں کی طرح پستان اُبھرے ہوئے ہیں، مگر اس کے مردانہ عضو میں سوراخ ہے، جس سے پیشاب آتا ہے اور احتلام مردوں کی طرح ہوتا ہے اور منی بھی مردانہ عضو کے اُسی سوراخ سے خارج ہوتی ہے۔ پس کیا ایسا شخص شرعاً مرد ہے اور مردوں کا امام بن سکتا ہے یا خُنثیٰ ہے اور مردوں کا امام نہیں بن سکتا''۔

آپ نے جواب میں لکھا: ''ایسا شخص یقیناً مرد ہے، خُنثیٰ بالکل نہیں، کیونکہ شرعاً خُنثیٰ وہ انسان ہے، جس کے مردانہ اور زنانہ دونوں اعضاء ہوں یا دونوں ہی نہ ہوں، علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یَجِبُ أَنْ یَّعْلَمَ بِاَنَّ الْخُنْثٰی مَنْ یَّکُوْنُ لَہٗ مَخْرَجَانِ، قَالَ الْبَقَالِی رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی: أَوْلَایَکُوْنُ لَہٗ وَاحِدٌ مِنْھُمَا''۔

ترجمہ: ''جاننا لازم ہے کہ خُنثیٰ وہ ہے جس کے تذکیر و تانیث دونوں راستے ہوں، امام بقالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہو، (فتاویٰ عالمگیری جلد4، ص:398)''۔

فقہِ حنفی کی تمام معتبر کُتُب میں اسی طرح ہے۔ مردانہ عضو کے درمیان سوراخ سے پیشاب آنا بھی کوئی مضر نہیں بلکہ مردانہ عضو سے پیشاب آنا تو اصل خُنثیٰ کے حق میں بھی مرد ہونے کی دلیل ہے۔ فقہائے کرام نے اس کو مطلقاً مرد ہونے کی دلیل قرار دیا ہے اور مُتفرق احادیث سے بھی یہی ثابت ہے، علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فَاِنْ کَانَ یَبُوْلُ مِنَ الذَّکَرِ فَھُوَ غُلَامٌ''۔

ترجمہ: ''اگر وہ ذکر سے پیشاب کرتا ہے تو وہ لڑکا ہے''، اسی طرح مردوں کی طرح احتلام آنا یا عورتوں کی طرح پستان نہ ہونا مرد ہونے کی نشانی ہے''۔۔۔ مزید لکھتے ہیں:

''وَکَذَا اِذَا احْتَلَمَ کَمَا یَحْتَلِمُ الرَّجُلُ أَوْکَانَ لَہٗ ثَدْیٌ مُسْتَوٍ۔۔۔ اِلٰی اَنْ قَالُوْا: لِاَنَّ عَدَمَ نَبَاتِ الثَّدْیَیْنِ کَمَا یَکُوْنُ لِلنِّسَآءِ دَلِیْلٌ شَرْعِیٌّ عَلٰی أَنَّہٗ رَجُلٌ کَذَا فِی ''اَلْمَبْسُوْطِ لِشَمْسِ الْأَئِمَّۃِ السَّرَخْسِی''۔

ترجمہ: ''اسی طرح جب احتلام آئے جیسا کہ مرد کو آتا ہے یا اس کا سینہ برابر ہو (یعنی ابھرا ہوا نہ ہو)۔ فقہاء نے یہاں تک کہا: کیونکہ سینوں کا اُبھار نہ ہونا اس کے مرد ہونے کی شرعی دلیل ہے جیسے کہ سینے کا اُبھار ہونا عورت ہونے کی شرعی دلیل ہے، ''المبسوط'' میں اسی طرح ہے'' اور داڑھی بھی مردانگی کی خاص دلیل ہے، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے: ''خَرَجَتْ لِحیَۃٌ، فَھُوَ رَجُلٌ کَذَا فِی الذَّخِیْرَۃِ''،

ترجمہ: ''داڑھی نکلی تو وہ مرد ہے،'' ''ذخیرہ'' میں اسی طرح ہے''۔

(جاری ہے۔۔۔)

آپ نے جو صورت بیان کی ہے، اس میں زید کا زنانہ عضو تو برائے نام بھی نہیں ہے، تو یہ اس کے حق میں مرد ہونے کی علامت کیوں نہیں بنے گی، پس روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ زید مرد ہے اور اس کی امامت مردوں کے لیے جائز ہے، اس میں شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، (فتاویٰ نوریہ، جلد 1، ص: 362، بتصرُّف)''۔

مفتی وقارالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ''ایک شخص جس کی عمر تقریباً پچیس چھبیس سال ہے، مگر اس شخص کا آلۂ تناسل چھوٹا ہے، جیسے ایک سال کے بچے کا ہوتا ہے، ویسے وہ شخص ہر طرح مرد نظر آتا ہے اور تمام مردانہ صفات پائی جاتی ہیں، چال ڈھال غرض ہر طرح سے مکمل مرد دکھائی دیتا ہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے اپنے دوست احباب میں بہت ممتاز ہے، نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہے، تجوید سے قرآن پڑھتا ہے، اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکتا ہے، عمل کے اعتبار سے پابندِ شریعت ہے۔ اب اس کے دوست احباب اسے نماز کے وقت اس کے علم وفضل کی وجہ سے امامت کے لیے مجبور کرتے ہیں، تو کیا یہ شخص امامت کرا سکتا ہے یا اس کے لیے خُنثیٰ کا حکم ہے''۔

آپ نے جواب میں لکھا: ''خُنثیٰ وہ ہوتا ہے، جس میں علامات مرد وزن دونوں ہوں، جس میں صرف وطی کی صلاحیت نہ ہو، وہ خُنثیٰ نہیں۔ صورتِ مسئولہ میں اگر واقعی اس شخص میں شرائطِ امامت پائی جائیں تو یہ امامت کرسکتا ہے، صرف وجہِ مذکور امامت کے منافی نہیں ہے، (وقار الفتاویٰ، جلد دوم، ص: 181-180)''۔

7 فروری 2024ء

مفتی منیب الرحمٰن

رئیس دارالافتاء دارالعلوم نعیمیہ، کراچی